لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم

اُنسان

(مصنّفہ گوشہ نشین)

ملنے کا پتہ

مولوی سیّد برکت علی گوشہ نشین

وزیر آباد۔ پنجاب

سنہ ۱۹۲۵ء

بار اول ... قیمت (۵ر)

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

انسان

(مصنفہ گوشہ نشین)

ملنے کا پتہ

مولوی سیّد برکت علی گوشہ نشین
وزیر آباد۔ پنجاب

۱۹۲۵ء

باہتمام منشی محمد لئیق خان پرنٹر مطبع اسلامیہ
سٹیم پریس لاہور۔ بکی دروازہ۔

بار اول ۵۰۰ قیمت ۸ر

انسان

بیہدہ پابندیوں سے دل مرا آزاد ہے
شاہدانِ معرفت سے نظم یہ آباد ہے
میں نہیں کہتا ۔ مُروّج قاعدوں کو توڑ دو
بھیڑ کی مانند لیکن پیروی کو چھوڑ دو
گلشنِ اردو کی رونق کو بڑھانے کیلئے
ڈھونڈکر لاؤ اگر پودا کوئی اچھا ملے
ہمتِ شاعر اگر ہوتی رہے گی آشکار
غالب اور سودا قدم رنجہ کرینگے بار بار
سامنے تیرے ہوں رکھنا ایک موتی آب دار
قدر افزائی کا اُسکی جوہری پر ہے مدار

وہ شبِ معراج کی اِدراک سے باہر گھڑی
آفتابِ دل کی ہے اک ذرّہ سی جلوہ گری
تو کہاں ہے اور کیا ہے - کچھ نہیں اب تک کھلا
پوچھ لے معراج کی شب سے ذرا اپنا پتا
مسندِ عرشِ معظّم ہی نہیں تیرا مکاں
ہے گلستانِ حرا میں ایک تیرا آشیاں
ناعرؔ فنا کی بھی اچھی آپ نے ہمسے کہی
خیر ہم بھی آپ کی خاطر سمجھتے ہیں یہی
مقصدِ تخلیقِ عالم - غایتِ ارض و سما
اسکے ظہور و مظہرِ شانِ جلالِ کبریا

شد منوّر از جمالت آسماں را بام و در

اے ز حسنِ عالم افروزِ تو دنیا بے خبر

پرتوِ نورِ ازل سے ہے سراپا نور تو

ہے سرودِ آگہی سے بربطِ معمور تو

زینۂ بامِ فلک سے ہے غنی تیرا قدم

آمد و شد ہے تری عرشِ بریں پر دم بدم

حسنِ عالم سوز ہیں تو غیرتِ ماہِ تمام

مسندِ بزمِ حسینانِ جہاں ترا مقام

آفتابِ انّما اور مظہرِ نورِ خدا

شان میں والنّور ہے موجود تیرے برملا

صورتِ رازِ حقیقت ۔ باعثِ کون و مکاں

روحِ موجود و روانِ عالم و جانِ جہاں

بوسہ ہائے پیہم کروبیاں بر پائے تو
باعثِ بیداری ات از خوابِ جنّت زائے تو
ہے زباں تیری قلم اور ہاتھ ہے لوحِ قضا
عُقدۂ دست و زبانِ کبریا ہم پر کھلا

مہرِ وحدت کا نہ ملتا تھا کہیں کوئی نشاں
دَور دَورہ تھا شبِ تاریک کا ہر سو یہاں
مشعلِ یثرب ہوئی تب راہنمائے کارواں
اور منوّر ہو گیا اس نور سے سارا جہاں
اَسود و اَحمر ابد تک آگئے زیرِ نگیں
مسجدِ نبوی کا گویا صحن ہے ساری زمیں

گلشنِ کون و مکاں کے پھول میں بُو باس تو
مطلعِ الحمدُ للّٰہ - مقطعِ والنّاس تو

گرد یہ غیرِ خدا کی - یہ غبارِ ما سوا
تیری مشتِ خاک سے اِک ذرّہ ہے بکھرا ہوا

سِرِّ کیف و کم سے تو ہے آشنا کب سے ہوا
وہ زمانہ کوئی بھی ہم کو نہیں سکتا بتا

ہے دمِ عیسےٰ کا ہر اک بات میں تیری اثر
نبضِ ہست و بود کی حرکت سے تو ہے باخبر

ابرِ نیساں ہے صدف کیواسطے تیرا وجود
ہے گلستاں کو ہوائے فصلِ گل تیری نمود

حدِّ امکاں سے ہے باہر مدحتِ خیرالانام
شان میں جس کی ہے قرآں اک قصیدہ ناتمام

روضۂ سرور میں پہنچا دو مری یہ التجا
دید کو تیری ترستا ہے کوئی بے آسرا

بلبلِ نغمہ سرا منقار زیرِ پر ہوئی
طائرانِ بوستاں پر خامشی ہے چھا گئی
ہے گلِ لالہ کسی کا منتظر ساغر بکف
شاہدانِ گلستاں کو دیکھتا ہوں صف بصف
سبزۂ نورستہ کو ہیں فرش کی تیاریاں
ہیں گلِ خودرو کی اس پر دلفزا گلکاریاں
سُن رہے ہیں آمد آمد ایک بلبل کی یہاں
وہ ہوئی - دیکھو - جدا ہے کس تجمّل سے عیاں

نعرۂ اَللّٰہُ اکبر سے عَرَب ہے آشنا
خَیبر و خندق کو ہے معلوم تیرا ماجرا
تو عروسِ قدرتِ بیمثل کی تصویر ہے
مُصحفِ کونین کی تو بے بدل تفسیر ہے
ہستئ مفہوم کے دربار میں سلطاں ہے تُو
گل شناسانِ ریاضِ خلد میں رضواں ہے تُو
علتِ کون و مکاں سے دل ترا آگاہ ہے
آسمانِ معنوی پر تُو درخشاں ماہ ہے
دیکھ لی جن و بشر نے قوّتِ شیرِ خدا
ہر طرف سے لَا فَتیٰ اِلّا علیؑ کی تھی صدا

ڈھونڈتے گنہگار ہیں کرار سے راہِ فرار
نانِ جو میں کیا رکھی ہے قوّتِ پروردگار
مغرب و مشرق تری تلوار کو ہے مانتا
عرصۂ نجران تیرے نام سے ہے کانپتا
فخرِ خیر المرسلین و نازشِ روح الامیں
صاحبِ فردوسِ اعظم - خواجۂ خلدِ بریں
کام ہے محنت طلب اور زندگی بے اعتبار
اَلمدد - اے شیرِ یزداں - ضیغمِ پروردگار

کس قدر مضمون ترا ہے دلربا - حیرت فزا
کچھ بتاتا ہے ہمیں دیباچۂ کرب و بلا

کلمۂ اعلانِ حق کا ہے گراں قیمت صلا
جوہر گو گردِ احمر ہے غبارِ کربلا
ہیں ازل سے جو نفوسِ پاک پابندِ رضا
کرتے ہیں اپنے فرائض کو تہِ خنجر ادا
سرفروشی۔ بیقراری۔ انتہائے ابتلا
ہاں انہیں منظور تھا یہ تحفۂ کرب و بلا
وہ بھی تھے۔ شمر و عمر بھی۔ اور ارضِ نینوا
دیکھئے۔ کس شان سے وہ ہو گئے عہدہ برا

ساغرِ دیدہ میں رکھتا ہوں شراب سامرہ
عرش سے اونچا ہے میرے میکدہ کا کنگرہ

بلبلِ باغِ محمد کو الٰہی اب دکھا
مشرق و مغرب میں ہو جس کے ترنم کی صدا

بلبلِ شیریں نوا گلشن سے جب باہر گئی
سرنگوں اور دل گرفتہ ہو گئی غم سے کلی
کرگس و زاغ و زغن نے قوتِ تدبیر سے
خوش نوایانِ چمن کے آشیاں سب لے لئے
اپنے اپنے شور سے گلشن کو ویراں کر دیا
راگ کو کشمیر میں کھنی مل رہی گویا سزا
پھر وہی بلبل ہوئی جب باغ میں جلوہ فگن
کرگس و زاغ و زغن رخصت ہوئے سوئے وطن

کیا بتاؤں ماجرائے قدرتِ مردانِ پاک
ہوگئی اُن کی نظر سے کیمیا یہ مشتِ خاک

بے خطر باطل سے ہے جو اُمّتِ خیر البشر
بادۂ خُمِ خانۂ ثقلین کا ہے یہ اثر

بہرِ دیدارِ نگارا نیند ہے مجھ پر حرام
ماہیٔ بے آب کی صورت تڑپتا ہوں مدام

جلوہ ہائے طُورِ دل را موسئے باشی اگر
از عروجِ تو بماند کوہِ سینا بے خبر

اے کلیم کوہِ سینا - مائلِ تقریر ہو
توڑ دے تو خامشی کی آہنی زنجیر کو
صاحبِ اعجاز ہستی - موئے حسنِ جمیل
چاک کن مانندِ شانہ سینۂ دریائے نیل
ہو جہاں فخرِ تکلم - ڈھونڈیئے ایسا مقام
کوہِ را کی وہمالہ کو کہاں یہ احترام
غرق تابوتِ سکینہ کر نہیں سکتا کوئی
نیل کے طوفاں کی شیخی بھی ہوئی سب کرکری
ربِّ اَرِنی کا ہو غوغا اس قدر پیہم ترا
لَن ترانی کی نہ آئے کان میں تیرے صدا
قطرۂ دل میں اگر طوفان تو پیدا کرے
اک فسانہ رستخیزِ نوحؑ کا باقی رہے

اشرفِ مخلوق ہستی محرمِ رازِ نہاں
در حضورِ تو شدہ خم گردنِ گردن کشاں
مقصدِ فرمانِ سجدہ سے سمجھے ہے آگہی
سینۂ روح الامیں ہے اس امانت سے تہی
عیسئ گردوں نشیں۔ تیرا کہوں کیا ماجرا
بارِ عزت سے ترے ہے آسماں کو خم ہوا
ہاں لبِ قم آشنا کو ہو کبھی حرکت ذرا
دیکھ لیں ہم بھی کبھی کیفیتِ محشر نما
غرہ تھا نمرودِ ناداں کو شکوہ و جاہ کا
تھا خلیل اللہ کو لیکن خدا کا آسرا
آتشِ نمرود میں ہے ہر طرف سے تو گھرا
نعرۂ یا نارُ کونی کس مرض کی ہے دوا

منجنیق اور آگ سے مردِ خدا کو کیا خطر
آتشِ سوزاں میں رہتا ہے سمندر بے ضرر

شاغلِ تسبیح جب ہوتا ہے تو وقتِ سحر
دستِ قدرت میں ترے ہے گردشِ شمس و قمر
ساغرِ مے کو اگر تو بیہشی میں توڑ دے
جنگ پھر بھڑ نبرد کی قدسیوں کی دیکھ لے
لغزشِ مستانۂ دل کی ادا وہ دلربا
گلعذارانِ ارم ہوں تا ابد جس پر فدا
جوش میں کوئی قلندر ہے کہیں آیا ہوا
تو سمجھتا ہے جسے قہرِ خدا اور زلزلہ

چشمِ آتش بارِ عارف را چو کردی اشکبار
باش - تا نخلِ سَنَدْ گردد سراپائے چنار
ہیں دمِ تقریر دہ ثابت قدم مثلِ کلیم
سینۂ بے باک میں رکھتے ہیں جو قلبِ سلیم
اَللہ اللہ اقتدار و عظمتِ اہلِ نظر
حالتِ مستی میں اُن سے پوچھ لو کوئی خبر
گوہرِ قلبِ قلندر کی صفائی دیکھکر
آبِ خجلت سے جبینِ پارسا ہے تر بہ تر
ہُوں دل و جاں سے غلامِ ہمّتِ شب زندہ دار
جو ہمیشہ ہے عروسِ آرزو سے ہمکنار
بُو علی شاہِ شَرَف کا ہے عیاں کیا مرتبہ
مومن و مستؔ و قلندر - بندۂ مشکلکشا

بو عملی سے گر نہ ہوتا طالبِ عفوِ خطا
شاہِ خلجی دیکھ لیتا قدرتِ مردِ خدا
کیا کہوں حاصل ہوا جو شمس کی تحریر سے
ہے مُنوّر آسماں اس مہر کی تنویر سے
خواجۂ اجمیر بھی فرما گئے ہیں بر ملا
ہے بناءِ لا الہ ہنگامۂ کرب و بلا

مرحبا۔ صد مرحبا۔ اے بلبلِ نغمہ سرا
گونج ہے تیرے ترنّم کی فلک پر جا بہ جا
طائرِ طوبیٰ ہے تُو۔ مرغِ ریاضِ طُور ہے
پنجۂ صیّاد سے تیرا نشیمن دُور ہے

دل کہاں اور آسماں کی شمع افروزی کہاں
نورِ مہر و ماہ جگنو سا نظر آئے جہاں
خاک میں لپٹا ہوا یکدانۂ گوہر ہے تو
برقِ عالم تاب کا سیماب پا جوہر ہے تو
مہربانی سے اگر دیکھا کرے کوئی تجھے
ہو گماں تجھ پر - زلیخا - ماہِ کنعاں کا مجھے
خوب حافظ نے کہی بانگِ جرس کی داستاں
فاصلہ دل اور جرس میں پر نہیں ذرہ یہاں
خامشی چھا جائے گلشن پر تیری گفتار سے
چشمِ نرگس محوِ حیرت ہو ترے دیدار سے
بحرِ متلاطم - لگا لے ایڑیوں تک زور تو
کشتیِ دل کے علوِ شان سے ہے کور تو

برق سے کہدو رہے وقفِ حریمانِ حرم
آشیاں ہم نے ہے باندھا بر سرِ شاخِ ارم
طائرانِ قدس را چوں گلشنِ خلدِ بریں
گوشۂ تاریکِ خلوت خانۂ گوشہ نشیں

ہے خراباتِ جہاں میں بادۂ خوں ناب تو
گردشِ عالم کے لئے ہے مہرِ عالم تاب تو
تیری ہستی میں ودیعت معرفت کا نور ہے
یہ حقیقت آنکھ سے تیری مگر مستور ہے
خوگرِ برقِ تجلّیٰ خرمنِ دل کو بنا
دیکھنی منظور ہو تجھ کو اگر شانِ خدا

انجم و شمس و قمر۔ عقدِ ثُریا۔ کہکشاں
لالۂ دل کی ترے ہیں یہ پریشاں پتیاں
ہو سرِ بامِ فلک تو اِسطرح نغمہ سرا
چہچہا تیرا حُدی خوانوں کو ہو بانگِ درا
داستانِ عندلیب و گل سے ہو بیزار تو
گل بھی تو۔ بلبل بھی تو۔ نغمہ بھی تو۔ گلزار تو
نقشِ "فِی القُربیٰ" مرے دل کے ورق پر ہے لکھا
او بُتِ کافر۔ تو قُرآں کو نہیں سکتا جلا
کر چکا ہوں نامِ مولا پر ہبہ دل کی زمیں
ہو کبھی اِس پر تصرُّف غیر کا۔ ممکن نہیں
مرغِ عظمت ہے ترا جو آسماں پر جاگزیں
خوشۂ پرویں کے دانوں کی طرف تکتا نہیں

دل پھٹا جاتا ہے میرا۔ اے شوارِ بابِ ناز
دیکھ کر تجھ کو اسیرِ حلقۂ دامِ نیاز
برقِ خود داری تری رہتی اگر آتش فشاں
خرمنِ باطل کا ڈھونڈے سے نہ ملتا کچھ نشاں
یہ تری شیریں زبانی۔ اے فقیرِ خوش نوا
ہے زبانِ غالبِ مرحوم پر صد مرحبا

شغلِ صلوات وصلوٰۃ و روزہ و نادِ علی
ہے عمل دن رات درویشانِ قنبر کا یہی
حَسْبُنَا اللہ پر اگر دل سے رکھے تو اعتقاد
ہیچ ہو تیری نظر میں طمطراقِ کیقباد

گردشِ افلاک سے خوف و خطر تجھکو نہیں
تو اگر تھامے رہیگا دامنِ حبل المتین
بج رہا ہے محفلِ دل میں ترے سازِ سروش
عرش کے طائر ہوئے تیرے ترنم سے خموش
دیکھتا ہوں لب کشا وہ طائرانِ خلد کو
بلبلِ رنگیں بیاں - تیری نوا ریزی بھی ہو
وہ گلِ یک روزہ اور اُسکی مہک وہ عطرِ بیز
خاک - اے بادِ صبا - بر سرِ و صد سالہ بریز
ہمنشیں - مجروح دل کی خوشنمائی دیکھ لے
ہیں گلِ لالہ طلائی طشت میں گویا رکھے
منت و احساں اٹھانے میں نہیں ہے آبرو
گنجِ باد آورد کو کردے سپردِ آب تو

بادِ سموم خزاں کی بس یہی شوخی چلی
ہے گلِ موسم کی خاطر خاک روبی کر گئی

کعبۂ دل کے اگر گوشہ میں ہو تیرا مقام
دل کرے قربان تجھ پر کعبۂ عرش احترام

ترک کر دے گا عجم کو ایک دن گوشہ نشیں
آشنا خاکِ عرب سے تھی کبھی اس کی جبیں

مائلِ پرواز ہو شاہینِ دل تیرا اگر
عرش تجھکو نقطہ سا پائینِ پا آئے نظر

گر ضیا افگن فلک پر ہو ترا ماہِ شرف
خود بخود جھکے دلِ انساں بڑھے تیری طرف

سربلندی - استواری - جہدِ پیہم - برتری
چار عنصر ہیں پئے تعمیرِ چرخِ چنبری

توسنِ عقلِ رسا کو اِس قدر جولان دے
بحرِ طوفاں خیز میں بھی گاہ دوڑا دے اِسے

ہو شرارِ آرزو سے دل ترار شکِ اِرَم
یاس اپنا رختِ ہستی باندھ لے سوئے عدم

ہمتِ مردانہ سے تعمیر کر ایسا مکان
چشمِ بینا کو ہو جس پر عرشِ اعظم کا گماں

ہمچناں در عرصۂ ہنگامہ و پیکار زری
گاہ باشی نادرے - گاہ گئی اسکندری

خیز طوفانِ حوادث - ہر چہ میداری برآر
طفلِ دل از اشتیاقِ مہد گشتہ بے قرار

سنتِ اللہ کا میخانۂ پُر امتحاں
در خورِ ہمت ملا کرتا ہے پیمانہ یہاں
بند یہ بابِ طلسمِ ماسوا ہو جائیگا
عقدۂ دل کو اگر ہمت سے تو نے وا کیا
گر رموزِ دہر سے تجھکو شناسائی نہیں
ہمتِ سالک ترے دل میں ابھی آئی نہیں
بست سالہ کنجِ تنہائی میں یہ حاصل ہوا
قوتِ بازو بدل دیتی ہے تقدیرِ قضا

زخم ہائے ناوکانِ پیہم دار الابتلا
چہرۂ زیبائے دل را غازۂ گلشن نما

توشناور ہے سفر کے قُلزمِ زخّار کا
ساحلِ دریا سے ہے تیرے سفر کی ابتدا
ناز ہے جنّت کو اپنے حُسنِ مہر افروز پر
بے خبر ہے وہ دلِ مجروح سے میرے مگر
بسترِ سطحِ سمندر سے ہے تجھکو کیا غَرَض
جلوہ آرا قعر میں ہے تیرا نبّاضِ مَرَض
عرق ریزاں ہے جو محنت سے ہوا تیرا بدن
آسماں پر ہے ستاروں کی یہ گویا انجمن
اسمِ اعظم کے لئے تو ہر طرف پھرتا رہا
قبضۂ تیغِ عملی پر یہ عزیمت ہے لکھا
وہ قیامت خیز طوفاں - موج کا وہ شور و شر
شیر جس میں تیر جاتا ہے بلا خوف و خطر

بارشِ تیر و تبر میں تم قدم آگے رکھو
دُور سے نظارۂ پیکار کے عادی نہ ہو
اے صعوباتِ سفر کی لذتوں سے بے خبر
بسترِ راحت قرار رکھتا ہے خوابیدہ سفر
عرشِ اعظم سے وہاں جنّت سے آئی یہ ندا
مرحبا۔ اے خامۂ گوشہ نشینِ خوش نوا

پیشۂ مُسلم رہا ہے حیدری اور صفدری
قیصر و کسریٰ کے رہتی تھی بدن پر تھرتھری
راہ ناہموار اور خارِ مغیلاں بے شمار
اے مہ سیما۔ تری ہمّت کا ہے یہ کارزار

مرکب و تیغ و سنان و خنجر و تیر و کماں

کونسا ساماں ہے ایسا - جو نہیں تیرے یہاں

کوئی جو کچھ آج تک ہے اس جہاں میں بن سکا

عزم و استقلال سے تو بھی وہی بن کر دکھا

تُو اگر رکھتا ہے دل میں محشرِ سوز و گداز

گرمیٔ نالہ سے کر دے ہند کو ارضِ حجاز

رمز آموزِ مصائب رفعتِ پرواز ہے

خطرۂ جاں میں حصولِ مدعا کا راز ہے

قیس - یہ تیرا جنوں اور جیب کا یہ تار تار

ذکر رہتا ہے ترا عشاق میں لیل و نہار

کر دیا تجھکو فلک نے گرچہ مٹھی راکھ کی

ایک چنگاری پڑی ہے زیرِ خاکستر ابھی

اِس شرارہ میں جگر تابی کا وہ سامان کر
دیکھ کر جس کی چمک شرمندہ ہوں شمس و قمر
دستِ قدرت نے ہے ساقِ عرش پر نسخہ لکھا
جہد اور یادِ خدا سے ہے مرکّب کیمیا
میں فقط ہوں جانتا جو کچھ کہ ہے گوشہ نشیں
خوش خیال و خوش نہاد و خوش نشیں عزلت گزیں
حضرتِ یونس کو ماہی نے لیا گرچہ نگل
تھا لبِ ساحل صحیح سالم دیا اُن کو اُگل
اسقدر پُر شور ہو ہر سُو تری بانگِ درا
چرخِ گردوں کی جرس ہو جائے سازِ بے صدا
گر ترا بازِ تدبّر مشاقِ پرواز ہو
نسرِ طائر ترک کر دے عادتِ پرواز کو

ور بس پردہ ہے مہرِ رحمتِ ربِّ جلیل
جس پہ ہے چاکِ گریبانِ صبح روشن دلیل

گر ترا نخلِ تمنا پھولتا پھلتا رہے
خانۂ دل میں چراغِ آرزو جلتا رہے

اور شرابِ جستجو سے تو سدا مخمور ہو
تب اثاثِ مدعا سے گھر ترا معمور ہو

بارور ہوتا رہے گا یہ نہالِ مُصطفےٰ
آبِ نصرت سے اگر تُو نے اسے تازہ رکھا

آنکھ میں ڈالے اگر تو سرمۂ گردِ حرم
ہو رخِ زیبا ترا رشکِ حسینانِ ارم

اب پرِ پرواز کا بھی فکر اور سامان کر
رہ چکا ہے آشیاں میں مدتوں بے بال و پر

جہدِ پیہم سے تو اپنے آپ کو ایسا بنا
ظلمتِ شب میں تو ہو۔ راہ گیر کو روشن دیا
ہیں وہی عالی ہمم مسند نشین دوسرے
کلمۂ اُف سے رہا کرتے ہیں جو نا آشنا
ہمتِ دل سے ہوا کرتا ہے چھوٹے سے بڑا
دیکھ جگنو کی چمک سے گلستاں روشن ہوا
وہ بھلا رکھتا ہے گیدڑ بھبکیوں سے کیا خطر
زیرِ پہلو جو رکھے ہے شیر کا قلب و جگر
رنگ لائیگی محبت خواجۂ شیراز کی
نعش پر میری کرینگے بیخرد جھگڑا وہی

ہوا اگر گاہے ترے دل سے طلوعِ آفتاب
آفتابِ آسماں ہوجائے مثلِ ماہتاب

تو صہیلِ اسپِ اعدا کی خبر دیتا ہے کیا
شورِ پشہ کا سمجھتا ہے اے مردِ خدا

ہم سمجھتے ہیں اسی پر تھا حکومت کا مدار
نعرۂ اللہ اکبر اور نوکِ ذوالفقار

قیس - اے لیلیٰ - اگر بے خانماں یونہیں رہا
ہالۂ اغیار میں ہوگا مہِ محمل ترا

ہولِ دوزخ سے نہیں گھٹتی مری دیوانگی
خواہشِ جنت میں مضمر ہے فنِ سوداگری

مرضیٔ مولا کو ہوں رکھتا سدا پیشِ نظر
عرشِ اعظم بھی ہے میرے مرتبے سے بےخبر

یادِ حق میں ہو تری گر التفاتِ سرسری
ہو ترے انوار کی آفاق میں ضَوگُستری

منتِ عیسیٰ اٹھاتے ہیں گرفتارِ مرض
صاحبِ دردِ محبت کو ہے اِس سے کیا غرض

حُسنِ گل ہوتا رہے گا تا قیامت آشکار
بطنِ گیتی ہو نہیں سکتی ہے گر ورمِ ہزار

رات کو قندِ عبادت سے تُو ہو شیریں دہاں
لعلِ شکّربار میں یہ لطفِ شیرینی کہاں

غائبانہ اور شبِ تاریک میں یادِ خدا
مردمِ چشمِ حسیناں کیطرح ہے دلربا

بے خطر شیریں سے ہو جا۔ خسروِ شیریں مقال
دل سے ہے اپنے دیا فرہاد کو اس نے نکال
از ازل دادند مارا ہمت و شربِ مدام
کاوشِ انجام و خلجانِ قیامت والسّلام
ضبطِ آوازِ محبت ہے منازل کی دلیل
ہے چٹکنا ہی کلی کے واسطے بانگِ رحیل
تو رہا۔ گوشہ نشیں۔ بطنِ صدف میں عمر بھر
اب تجھے میں دیکھتا ہوں جوہری کے ہاتھ پر

تو اگر اخلاص و ہمت سے رہے اس پر فدا
تیرے قول اور فعل ہو جائینگے سارے حق نما

دل ترا جب بادۂ توحید سے سرشار ہو
تب زباں تیری کلیدِ مخزنِ اسرار ہو
ماسوا ہو جائے گر تیری نظر سے کالعدم
سرحدِ بیم و رجا سے ہو ترا باہر قدم
جو رہا کرتے ہیں قائم یادِ دیں اُسکی سدا
ہیں صدا مرحبا سے کان اُنکے آشنا
پاؤں کشتی کیطرف تو نے اُٹھایا ہے ابھی
ہیں کٹھن اور پُر خطر سب منزلیں اس راہ کی
جو ازل سے بادۂ توحید سے سرشار ہیں
ذکرِ بو قلمونئ موجود سے بیزار ہیں
سازِ دل کو چھیڑ تارِ عشق کے مضراب سے
محو ہو جائینگے کثرت کے کسی دن خرخشے

گلستانِ عشق کی پوچھے کوئی ہم سے خبر
یاں خزاں کے سحر کا ہوتا نہیں کوئی اثر
ماجرائے عشق بیرون است از چون و چرا
از ازل در دامن دل اوفتاد ایں ماجرا
بست سالہ عمر میں جو تو ہوا گوشہ نشیں
کام یہ تیرا نرالا اہل عالم میں نہیں

آشنائے را بود چون آشنائے راز دار
مُہر لب ہر آن مے گردد متین و اُستوار
دیدۂ دل سے اگر اُسکو کبھی تو دیکھتا
درمیاں سے پردۂ حائل دیا جاتا اُٹھا

کیفِ صہبائے حقیقت کچھ کہی جاتی نہیں
داستاں اُسکی لبِ گفتار پر آتی نہیں
آنکھ جس کی صورتِ آئینۂ حیراں ہے یاں
لذّتِ گفتار سے محروم ہے اُسکی زباں
کیا بتاؤں اس چمن میں حالتِ ضبطِ فغاں
جنبشِ منقار کو غمّاز کہتے ہوں جہاں
دامنِ عیش ابد کو موتیوں سے وہ بھرے
آفتابِ یا ہوے رات کو جو دن کرے
چوں خرامی بر زمیں گم گشتۂ یادِ خدا
می شوی در ساعتے زیبندۂ ارض و سما
غنچۂ دل را اگر گیں حالتے دارد دگر
چہ شگفتہ تر شود - گردد بستہ تر - بند تر

اس شرابِ روح پرور کو اگر زاہد پیئے
میکدہ کے ہر در و دیوار پر سجدہ کرے
میخوری گر خطا ہر وبیباک جامِ آتشیں
میشود برگِ دلِ تو غیرتِ خلدِ بریں
قیسِ آوارہ کو دو میری طرف سے یہ خبر
لیلئے دل ہے ترے پہلو میں تیری منتظر
اب ترے دل میں اگر عظمت میری جچتی نہیں
عمر بھر کہتا رہے گا۔ آہ۔ اے گوشہ نشیں

بُت گری اور بُت فروشی۔ ہائے۔ یہ کیا طور ہے
مقصدِ خالق تری تخلیق سے کچھ اور ہے

تو علاقہ گلعذاروں سے نہیں رکھتا ذرا
اے گلِ حُسنِ ازل کے بلبلِ رنگین نوا
نرگسِ شہلا کا افسوں اب نہیں باقی رہا
بادۂ نَو ساغرِ نَو سے ہمیں۔ ساقی۔ پلا
جو بشر رکھتے ہیں دل میں قوّت و صبر و شکیب
وہ سرابِ حُسنِ صورت سے نہیں کھاتے فریب
بندگی۔ مہر و وفا۔ ایثار و تسلیم و رضا
ہائے کیا کیا تُو نے ہے نذرِ برہمن کر دیا
کیا دکھاتا ہے اُنہیں ناز و نزاکت۔ اے ایاز
غزنوی دلدادگی رکھتے نہیں اہلِ حجاز

بوستانِ دہر میں گل کی وہ رنگ آرایاں
اور نازِ حسن کی وہ دل ربا رعنایاں
وہ متاعِ قلبِ عاشق اور وہ برقِ جمال
عاشق و معشوق میں وہ رازدارانہ مقال
بلبل و گل ہوں مساوی تشنۂ آبِ وصال
ایک کے رنج و الم میں دوسرے کو ہو ملال
آنکھ میں گل کی وفا کا ہوتا تلاطم موجزن
ابرِ باراں کی ہوائے سرد ہو توبہ شکن
ہو لبِ جو اور خلوت اور شغلِ ناؤ نوش
آسمانِ پیر ہو اس عیش پر حیرت فروش
غور سے دیکھو تو یہ عیش و طرب کچھ بھی نہیں
دہر ہے اس جامِ زرّیں میں بجائے انگبین

گردشِ ایّام سے نسبت نہیں رکھتا ذرا
دوش سے امروز اور امروز سے فردا ترا
در گِلِ تو امتزاجِ جوہرِ آبِ حیات
ہستیٔ تو بے نیاز از پرشِ تیغِ وفات
بزمِ عالم میں اگر تو شمعِ ساں جلتا رہے
موتیوں سے دامنِ محفل کو تو بھرتا رہے
اس گداز و سوز سے جب تو فنا ہو جائیگا
آسماں ہر سمت میں تجھکو پریشاں پائیگا
یہ زماں جو گردشِ سیّار پر ہے منحصر
تیرے بحرِ بیکراں میں لہر ہے آتا نظر

تھا حبیب ابنِ مظاہر ایک مردِ بے نشاں
آج اُسکے نام کو ہے جانتا سارا جہاں
برق کی چشمک بلا شک و شبہ ہے زندگی
پیشِ خیمہ ہے مگر انساں کے اِستمرار کی
دل ترا گلزارِ استقبال سے آباد ہے
فکرِ حاضر اور غمِ رفتہ سے تو آزاد ہے
حضرتِ حُرؔ نے جہاں پر کر دیا ہے آشکار
امرِ حق پر اِسطرح احرار ہوتے ہیں نثار
نظمِ انساں میں مجھے آیا ہے فردوسی نظر
غزنوی انعام کا لیکن نہیں ہوں منتظر

رات نے ہے پیرہن کالا دیا اپنا اتار
صبحِ خنداں کا رُخِ روشن ہوا ہے آشکار
اب طلسمِ ظلمتِ شب ہو گیا کافور ہے
روشنی کے سحر سے سارا جہاں مسحور ہے
ہو رہی ہے بلبلِ شیریں بیاں مستِ نوا
طوطئ شکّر فشاں کے ہیں ترانے دلربا
مرغِ گلشن اب نوا پیرا ہوئے بے اختیار
ہے بپا ہنگامۂ محشر میانِ شاخسار
آبشاروں کا اٹھا ہے شور اور غُل ہر طرف
بج رہے ہیں بربط و چنگ و رباب و نائے و دف
دیکھنے میں چپ کھڑے ہیں باغ کے دیوار و در
رکھتے ہیں ہنگامۂ خاموش لیکن سر بسر

ہے رخِ لالہ پہ شبنم کی نقابِ زرنگار
گیسوئے سنبل ہوئے ہیں اس نمی سے آبدار
بوئے گل سے ہے مشامِ جاں کو وہ فرحت ہوئی
قدر نظروں سے گرائی طبلۂ عطار کی
گریۂ فرطِ طرب ہے چشمِ نرگس پر عیاں
ہل رہی ہے یادِ حق کے نشہ میں برگِ زباں
گر رہا ہے ایک گل اور ایک ہے اٹکا ہوا
خوش نما منظر ہے گویا ثابت و سیار کا
سیلِ بیداری قیامت کا تلاطم خیز ہے
نغمۂ گفتار سے موجِ صبا لبریز ہے
ہیں خود آرائی میں شاغل شاہدانِ گلستاں
محفل آرائی میں ہے مصروف سارا بوستاں

گرمیٔ آوازسے نقّار خانہ ہے چمن
اور گلِ لالہ مثالِ برق ہے شعلہ فگن
آبِ فوّارہ میں پنہاں ہے غضب کا اضطرار
سر کو ہے شوقِ بلندی ہیں پٹکتا بار بار
ذرّہ ذرّہ میں شرارِ زندگی کا ہے ظہور
پتّا پتّا ہے تمنّائے نمو میں ناصبور
کوئی شے ارض و سما کی اب نہیں زیرِ حجاب
لیکن - اے مسلم - وہی تو ہے - وہی تیرا نقاب
اُٹھ کہ اب وقتِ سحر ہے روشنی ہے چار سُو
غیر تو جاگے ہوئے ہیں - اب خدارا جاگ تُو

تک رہا ہے مسلم نادار و بسمل دیر سے
ہے کوئی۔ سلماں کو جو آکر چھڑائے شیر سے
شبنم باطل سے وہ رہتا ہے تر دامن مدام
بازگشتِ شمس پر قادر رہا جس کا امام
سرگراں خاکِ مذلت پر ہے تو سویا ہوا
قافلہ اغیار کا کوسوں ہی تجھ سے بڑھ گیا
آسماں تخریب پر تیری تُلا ہے سر بہ سر
سو رہا ہے شرط تو مُردوں سے لیکن باندھکر
ٹھوکریں کھاتے ہیں لقمہ کیلئے وہ جا بجا
جن کے آبا تھے ہمیشہ سرخوشِ جامِ غنا
بادۂ یادِ خدا کے وہ لٹے جاتے رہے
ہے محرم ماہِ رمضاں ہوگیا تیرے لئے

ملکِ آبا تو تری نذرِ تعیُّش ہو گئی
کیا کرے گا اب تو دریوزہ گری اغیار کی
فطرتِ مسلم کی ہے تخمیر میں اِستادگی
اک نظر بھاتی نہیں مجھ کو تری افتادگی
کام کوئی ہو نہیں سکتا کبھی تجھ سے بُرا
تو اگر جانے کہ وہ ہے جانتا اور دیکھتا
استعانت کو تری ہر وقت وہ موجود ہے
ہمّتِ غازی مگر دِل سے ترے مفقود ہے
مغربی تعلیم سے گوشہ نشیں ہے باخبر
دھریت کا ہم نہیں پاتے مگر اِس میں اثر

قیس کی صورت تجھے حاصل نہیں ہے اضطرار
لیلئ مقصود ورنہ ہر طرف ہے آشکار

سوچ بن کر بحر میں پانی اگر رہتا نہیں
سو رہے۔ کہدو اے۔ پاتال میں جا کر کہیں

دستِ قدرت میں عصائے موسوی رکھتا ہے تو
مارِ شیطانِ لعین سے پھر عبث ڈرتا ہے تو

ہول مئے منکر سے مَیں بدمست اُن کو دیکھتا
بادۂ عرفاں سے تھا معمور جن کا میکدا

ہمّتِ شاہیں پہ رکھتی ہے اگر تو آسرا
ڈوب مر اس ننگ سے۔ اے روبۂ بیدست و پا

اے دلِ فرہاد۔ تجھ میں ہی نہیں ہے اضطرار
ورنہ شیریں خود بخود آئے کھنچی بے اختیار

ہے نہاں برگ و ثمر میں آتشِ حُسنِ ایاز
تو مگر رکھتا نہیں ہے غزنوی سوز و گداز
قیس - بے مطلب ہوئی ہے زندگی تیری بسر
وصلِ لیلیٰ ہو سکا حاصل نہیں تجھکو اگر
اِنتہائے آرزو تیری اگر دیدار ہے
تو بھی ہے - یوسف بھی ہے اَور مصر کا بازار ہے
بو الہوس - پہلو میں تیرے کیمیا موجود ہے
خواہشِ گوگردِ احمر پھر تجھے بے سود ہے
معدنِ دل کھود کر تُو نے کبھی دیکھی نہیں
لاکھ گنجِ شائگاں مستور ہیں ورنہ یہیں
دیدۂ عبرت سے تُو شمس و قمر کو دیکھ لے
گردشِ محدود کے غم سے ہیں وہ گہنا گئے

مسند آرائی کی لذت سے نہیں جو آشنا
خاکِ ذلت میں پڑا ہے وہ مثالِ نقشِ پا
خوب ہیں گوشہ نشیں کو جانتے پیر و جواں
کم سنی میں وہ پہنتا تھا حریر و پرنیاں

تھے ترے ہی پیر و مرشد جو جواں ہمت رہے
جنسِ ارزاں کے ذخائر میں گراں قیمت رہے
برق طبعی سے سدا لکھتے تھے وہ تا بندگی
گرمیٔ گفتار تھا اُن کا اصولِ زندگی
حق طلب کرنا سرِ دربار تھا اُن کا شعار
کوہ کی صورت رہا کرتے طلب میں پائدار

حق رسی کی کوئی صورت گر نہ ہوتی آشکار
سعی اور تدبیر کا وہ گرم رکھتے کارزار
اب ترے دل میں مگر سوزِ تقاضا ہی نہیں
راس کیا آئی ہے تجھکو انڈیا کی سرزمیں

سازِ فطرت کی صدا پر جو نہیں رکھتا ہے گوش
نغمۂ مرغِ سحر جس میں نہیں لاتا ہے جوش
ہے سکوتِ شام کی مانند جو مردہ ہوا
ہے گلوئے زار اُس کا اور ہے طوقِ بلا

اے گرفتارِ مُقدّر - تا بہ کے دیوانگی
سعیِ پیہم میں ہے پوشیدہ اصولِ زندگی
گر تری تدبیر کا سورج فلک پر ہو عیاں
اخترِ تقدیر کا باقی رہے دھندلا نشاں
تیرے ماتھے پر جو ہیں تقدیر کے نقش و نگار
اہلِ دل اسکو سمجھتے ہیں خطِ لوحِ مزار
فقر و فاقہ سے بھلا گوشہ نشیں کو کیا خطر
قوتِ بازو سے وہ ایّام کرتا ہے بسر
مرد ہو کر آتشِ پیکار سے ڈرتا ہے تو
حیدرِ صفدر کی اچھی پیروی کرتا ہے تو

ہاتھ پر ساغر اٹھائے جا رہا ہے کسطرف
آ۔ دکھاؤں میں تجھے میخانۂ ارضِ نجف
پا بہ زنجیرِ تعلق رہ۔ اگر رہنا ہے یاں
گوشۂ ویراں میں تُو ورنہ بنا اپنا مکاں
گریۂ شبنم پہ بلبل کو ہنسی آتی نہیں
اے کلی۔ تیری ادا مجھکو ذرا بھاتی نہیں
کیا غرض بیدرد سے تجھکو۔ دلِ درد آشنا
آئینۂ کو سنگ سے نسبت نہیں ہوتی ذرا
اصلِ جانفرسے اُٹھا تُو جسقدر چاہتا ہے سُود
میں نہیں سنتا ترا افسانۂ بود و نبود
تھا جنہیں بہبودِ مسلم کا ہمیشہ اضطرار
خارِ حسرت کی خلش سے ہیں لحد میں بیقرار

شاغلِ یادِ خدا ہو تُو اگر شام و سحر
گوشۂ تاریک میں بے منتِ شمس و قمر
حرمت و تعظیم میں تُو آسماں سے ہو بلند
آتش رُو پر ترے ہو جانِ اِنس و جاں پسند
شور ہو تیری کرامت کا جہاں میں چار سُو
ہیچ ہے یہ سب بزرگی۔ تُو اگر ہے تُرش رو

ہو سخاوت سے یہاں تک شادماں۔ دامن فشاں
خازنانِ کان و دریا پر ہو حیرت کا سماں

حلقۂ اولاد میں تو ناز سے بیٹھا ہوا
ہے شجر گویا چمن کے صحن میں پھولا پھلا

یادِ مولا اور غمِ اولاد کو باہم ملا
حکم ہے سب کیلئے یہ سنّت و قرآن کا

ہے زنِ نامہرباں پرکالۂ قعرِ سقر
اِس کو افشارِ حلقہ کو سپردِ نار کر
ہے کبھی بھولے سے سوچا۔ اے بخیلِ مالِ مست
کیا سکھاتی ہے تجھے گنجِ رواں کی کیفیت

دُور سے کرتے ہیں ایسے آدمی کو ہم سلام
دل میں جو راون ہو رکھتا اور زباں پر رام رام

مجلس ناپاک میں جاتا ہے کیوں۔ اے بُوالفضول
عذر تیرا ہو نہیں سکتا وہاں کوئی قبول
توبۂ صادق پہ رکھ تسخیرِ شیطاں کی اساس
شرطِ اعمالِ محمُود ہے غسل و تبدیلِ لباس
میں بتاتا ہوں تجھے تفسیرِ جبر و اختیار
امتیازِ خار و گل کا آدمی پر ہے مدار
شوق سے پڑھتے رہو توراۃ و انجیل و زبور
ہم سمجھتے ہیں بجُوِر شور کا اسکو عبور
بزم میں حاسد کو بھی پروانۂ طائف بنا
رزم میں شمشیرِ بے زنہار کے جوہر دکھا
کام آ خلقِ خدا کے ۔ ہے اگر اہلِ نظر
رازِ عرفان و تقرب ہے اسی میں مُستتر

تو اگر علمی مسائل کو نہیں ہے جانتا
منبرِ مسجد سے پاؤں۔ بے ادب۔ اپنا اٹھا
ہے عروسِ عدل کا ہر چیز میں حُسن و جمال
نبضِ موجودات میں قائم ہے اس سے اعتدال
جو سمجھتا ہے فرَع کو خارج از حکمِ خدا
ہے اصولِ دین سے کب۔ دیکھئے۔ ہوتا جدا!
گوشِ مسلم پر گذرتی ہے گراں تیری آذاں
اب حبش سے کون لائیگا مؤذّن کو یہاں

غضبِ اموالِ یتامیٰ سے نہیں ہے جو خجل
قبر کی مٹی سے وہ تعمیر کرتا ہے محل

مُظہرِ احکامِ باری ہے محمدؐ کی زباں
تُو خسارا میں رہیگا - اے گرفتارِ گماں
قیدِ شیطانِ لعیں سے جو نہیں ہوتا بری
اشرفِ ملت اُسے کہنا ہے نادانی تری
دل دیئے بیٹھا ہے جامِ آتشیں کو تو یہاں
شعلۂ دوزخ بھی بن کر جلائے گا وہاں
ہے لہو ہندی کا تیرے ہاتھ پر - اے مغربی
تُو سمجھتا ہے جسے اپنے گماں میں اشرفی
ہاتھ پر مسلم اُٹھاتے تھے جسے تعظیم سے
آج سر پر ہے رکھا سوگند کھانے کیلئے
اعتبار اُسکے کسی بھی عہد پر ہرگز نہ کر
جو رکھے ہر کام میں اپنی غرض پیشِ نظر

قہر سے وہ پادشاہوں کو پھرائے در بہ در
رحم سے اپنے گداؤں کو بٹھائے تخت پر

تو اگر رہتا ہے ہر لحظہ گرفتارِ بلا
ہے تری بدکاریوں کا یہ رہا تجھکو صِلا

جھونپڑا بیکس کا تُونے نذرِ آتش کر دیا
شعلۂ سوزاں سے اب اپنے محلّوں کو بچا

قابلِ صد آفریں ہے مولوی کا اجتہاد
قتلِ مومن کا بہانہ اشتباہِ ارتداد

پونچھنا ہر بات پر دامن سے اشکوں کا ترا
اب یقیں کامل تری - تردامنی پر ہو گیا

ظلم جو تُونے نڈر ہو کر غریبوں پر کیا
مل رہی ہے اب تری اولاد کو اسکی سزا

قوم کوئی جب فواحش کو ہے کرتی اختیار
روکتی ہے اُسکو قدرت ہر طرح سے بار بار
گر سیاہ کاری سے اپنی وہ نہیں آتی ہے باز
دستِ ظلم و جہل کو رکھتی ہے وہ اپنے دراز
بھیجتی ہے واں وبا و قحط و سیلابِ بلا
گر سنبھل جائے تو کرتی ہے اسی پر اکتفا
فسق اور کفرانِ نعمت کو بڑھاتی ہے اگر
دفترِ افراد کا جاتا ہے شیرازہ بکھر
باہمی پیکار کا بازار ہو جاتا ہے گرم
شرم کو اِس کی زیاں کاری پہ آجاتی ہے شرم

اِسقدر ہو جاتے ہیں عضوِ حکومت مضمحل
ملک اِس کے ہاتھ سے جاتا ہے بالآخر نکل
گرخطا کاری سے اپنی باز آ جاتی ہے وہ
آہِ شعلہ بار سے گردوں کو گرماتی ہے وہ
رحمتِ باری کا دریا موجزن ہوتا ہے پھر
مُلک پر ہوتی ہے وہ فرمانروا بارِ دگر

ایک ہیں فِطرت میں یورپ ۔ انڈیا اور زنگبار
رنگ اور صورت کا ہے آب وہوا پر انحصار
سیکھ لے خورشید سے رازِ اصولِ زندگی
خار بھی اُگتے ہیں اِس سے اور گلِ خوشرنگ بھی

پاک دار آئینۂ دل را زگردِ امتیاز
اے گرفتارِ فسونِ طرح دارانِ مجاز

خار کا اپنا طریقہ - پھول کا اپنا چلن
مجمع اضداد سے ہے رونقِ بزمِ چمن

دامن افشاں خار سے بھی - اے گلِ رنگیں نہ ہو
با مجباں ہے جانتا اخوانِ گل کے راز کو

دیدۂ دل میں ترے ہو گر نگاہِ نکتہ بیں
اختلافِ باہمی کو کردے پیوندِ زمیں

جب زباں تیرے قلم کی گوہر افشانی کرے
آبروئے پیشِ نظر نوعِ بشر کی تو رکھے

تو اگر اپنے مآلِ کار سے آگاہ ہو
دانہ ہائے سُبحہ کو زُنّار میں دیگا پرو

آدم و حوّا ہوئے جب تارکِ کتمِ عدم
نسلِ آدم نے رکھا بیرونِ در اپنا قدم
امتیازِ رنگ و خوں سے پاک تھی سب کی نظر
نخل سب کا ایک تھا۔ یک رنگ تھے سارے ثمر
بادِ طوفاں نے لیا اثمار کو لیکن اٹھا
جا بہ جا ہر سمت میں اُن کو پریشاں کر دیا
گلبن و سرو و صنوبر ماہیت میں ایک ہیں
مسلم و گبر و نصاریٰ فطرتاً سب نیک ہیں

مسجد و مندر میں ہے جو دیکھتا اُسکا ظہور
اختلافِ مسجد و بتکدے رہتا ہے دُور
میں بتا دیتا ہوں آخر۔ تم نہیں سمجھے اگر
بہتری اقوام کی کس بات پر ہے منحصر
امتیازِ ملت و آئین کو کرتی ہیں سلام
بادۂ حبِ وطن سے مست رہتی ہیں مدام

آفتابِ مغربی کو زنگ آلودہ نہ کر
کام کی ہے چیز۔ استعمال تُو جانے اگر
ہے دوکاں اونچی تمہاری اور بڑا ہے مرتبہ
سود بھی قارض کو ہو باقاعدہ لیکن ادا

تربیت۔ تہذیب و جدّت۔ جوہرِ علم و ہنر
مل رہی ہیں تمکو یہ نعمات بے خوف و خطر
چھوڑنے میں فائدہ ہم کو نہیں آتا نظر
دل سے مل۔ خدمت دکھا۔ پھر بات میں ہوگا اثر
کیا کبھی تُو نے تحمّل سے بھی ہے سوچا ذرا
مرضئ انسان پر غالب کسی کی ہے رضا

اتفاق ایسا ہوا اِک باغ میں جاتا ہوں میں
بلبل و گل میں محبت واں بہت پاتا ہوں میں
ایک بلبل کا جدا ہے دوسری بلبل سے رنگ
ایک گل کی اور صورت۔ دوسرے کا اور ڈھنگ

اپنے اپنے پھول پر ہیں بلبلیں سب گا رہی
گلشن فردوس کی تصویر ہیں دکھلا رہی
دیکھتا ہوں۔ ایک شاخ سبز کو جنبش ہوئی
اور چٹک کر آن میں ظاہر ہوئی اُس سے کلی
بلبل خوش رنگ گوشہ سے کہیں آئی نکل
خوبیٔ پرواز میں رکھتی نہ تھی اپنا بدل
اِس کلی پر وہ ہوئی اِس ناز سے نغمہ سرا
سب عنادل نے دیا تعظیم سے سر کو جُھکا

از
مولوی سید برکت علی گوشہ نشین تقوی البخاری
وزیرآباد پنجاب

١٩٢٥ء
کاتب ابوالفضل [illegible]
[illegible]

فرہنگ

شاہدان - جمع شاہد کی - معشوق

معرفت - خدا کی پہچان

مُروّج - رائج - رواج دیا گیا

قدر افزائی - قدر بڑھانا

اِدراک - سمجھ

حِرا - مکہ معظمہ کا ایک پہاڑ ہے جہاں آنحضرتؐ اعلان نبوت سے پہلے خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔

مَا عَرَفنَا - مَا عَرَفنَاکَ حَقَّ مَعرِفَتِکَ ہم تجھے نہیں پہچان سکے جیسا پہچاننے کا حق تھا۔

تخلیق - خلق کرنا - پیدا کرنا

غائت - مطلب

ازل - جس کی ابتدا نہ ہو

سرود - گیت

آگہی - واقفیت

بربط - عود جو گانے بجانے کا ساز ہے

معمور - آباد - بھرا ہُوا

غیرت ماہ تمام - چودھویں رات کے چاند سے بہتر

بزم - مجلس

اِنَّمَا - اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ
اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ
الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ
الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ
اے ایماندارو - تمہارے
سرپرست یہی ہیں - خدا اور
اُس کا رسول اور وہ مومنین
جو نماز کو پابندی سے ادا
کرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوٰۃ
حالانکہ وہ رکوع کرنے والے
ہیں -
مظہر - ظاہر ہونیکا مقام
والنور - سورۂ نور
کون و مکاں - دونو
جہاں -

رواں - جان
کرّوبیاں - فرشتے
جنت زا - بہشت کو
پیدا کرنے والی
لوح - تختی
عُقدہ - مشکل مسئلہ
مہر - سورج
وحدت - خدا کو
ایک ماننا -
دور دورہ - حکومت
یثرب - مدینہ منورہ
اسود و احمر - تمام
جہاں -
ابد - ہمیشہ جس کی
انتہا نہ ہو -
زیرنگیں - ماتحت -

۶ تا ۷

بُو باس - خوشبو -
مَطلع - طلوع ہونے
کی جگہ - پہلا شعر -
مقطع - آخری شعر -
ماسوا - خدا کے سوا
تمام موجودات -
سِرّ - بھید - راز
کیف و کم - کیسا اور
کتنا - موجودات کی غرض
وغائیت
دمِ عیسٰے - حضرت
عیسٰےؑ کا قُم بِاِذنِ
اللہ - مردہ کے کھڑا کرنے
کیلئے فرمانا

ہست و بود - تمام
موجودات -
ابرِ نیساں - ماہ اپریل
کی بارش - جس سے سیپی
میں موتی بنتا ہے -
صدف - سیپی
فصلِ گل - موسمِ
بہار -
نمود - ظاہر ہونا -
اِمکان - ہو سکنا -
ممکن ہونا -
مدحت - تعریف
خیر الانام - رسولِ پاک
نغمہ سرا - گانے والی

منقار زیر پر - خاموش
ساغر - جام - پیالہ
نورُستہ - نیا اُگا ہوا

خودرَو - خود بخود اُگا ہوا۔
گلکاریاں - بیل بوٹے بنانا

۷ تا ۱۲

تجمّل - شان و شوکت
عروس - دُلہن
مُصحف - قرآن مجید
کونین - دونو جہاں
بے بدل - بے مثل
گُل شناساں - پھول پہچاننے والے۔
ریاضِ خُلد - بہشت کا باغ۔
رضوان - بہشت کا دربان فرشتہ۔

عِلّت - باعث۔
معنوی - حقیقت کے۔ کمالاتِ باطنی۔
درخشاں - چمکیلا۔
لَا فَتیٰ اِلّا علی - کوئی جوان نہیں سوائے حضرت علی کے۔
کرّار - حملہ کرنے والا جو جنگ میں ثابت قدم رہے
نجران - وہ مقام جہاں رسول پاک صلعم

حضرت علی و فاطمہ و
حسن و حسین مباہلہ کے
لئے تشریف لے گئے تھے
خیر المرسلین - رسول
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نازش - فخر
یزداں - خدا
ضیغم - شیر
روح الامین - جبرئیل
گوگردِ احمر - سُرخ
گندھک - کیمیا۔

نفوس - اشخاص
رضا - خدا کی مرضی
ابتلا - مصیبت میں
پڑنا - آزمائش۔
نینوا - کربلا
عہدہ برآ - فرض
ادا کرنا۔
ترنم - گانا
دل گرفتہ - غمگین
خیر البشر - رسولِ پاک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۱۲ تا ۱۶

بادہ - شراب
خُم خانہ - شراب خانہ
ثقلین - تثنیہ ثقل کا

گرانی - بوجھ - یعنی دو
گرانقدر چیزیں۔
کوہ سینا وہ پہاڑ جس پر

حضرت موسے کو تورا لطی
تکلّم - کلام کرنا۔
راکی - شمالی امریکہ
کا پہاڑ ہے۔
احترام - عزت
تابوت سکینہ - وہ
صندوق جس میں حضرت
موسیٰ کو بند کرکے دریائے
نیل میں بحکم خدا بہا دیا
گیا تھا۔ اور وہ صحیح و
سلامت فرعون کے محل
کے نیچے جا ٹھہرا تھا۔
رَبِّ اَرِنِیْ - اے
رب مجھکو اپنا آپ دکھا
بیہم - بلا فاصلہ
لَنْ تَرَانِیْ - تو مجھے
دیکھ نہیں سکتا۔
رستخیز - طوفان قیامت
محشر - قیامت -
غرّہ - مغروری -
خلیل اللہ - حضرت ابراہیمؑ
یَا نَارُ کُوْنِیْ - یا نارُ
کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ - اے
آگ ابراہیم پر ٹھنڈی
اور سلامتی والی ہو جا۔
منجنیق - ایک کل جس
میں پتھر رکھ کر دشمن کی طرف
پھینکا کرتے تھے۔ اسی
میں حضرت ابراہیمؑ کو
کو بٹھا کر پھینکا گیا تھا۔
تمندلہ - ایک جانور

چوہے کی شکل کا ہوتا ہے جو آتشکدہ میں پیدا ہو جاتا ہے۔
قُدسیوں۔ فرشتوں

لغزش۔ پھسلنا
گلعذارانِ ارم۔ بہشت کے معشوق۔
عارف۔ خدا کو پہچاننے والا

۱۶ تا ۲۰

کلیم۔ حضرت موسیٰ ع
قلبِ سلیم۔ سلامتی والا دِل
خجلت۔ شرم
شب زندہ دار۔ رات کو عبادت کے لئے جاگنے والا
ہمکنار۔ کامیاب
شمس۔ حضرت شمس تبریزی۔
بنائے لا اِلٰہ۔ خواجہ

اجمیر کا ارشاد ہے۔
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید۔ حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسین
بندہ مشکلکشا۔ حضرت بُو علی کا ارشاد ہے
حیدری ام۔ قلندرم مستم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم
بو علی شاہ کا ایک مرید بازار میں جا رہا تھا پیچھے

سے پانی پت کے حاکم
کی سواری آرہی تھی
یہ حاکم خواجہ سرا تھا
یعنی ہیجڑا یا مخنث تھا۔
وہ مرید سواری کے
آگے سے بے خبری کی
وجہ سے نہ ہٹا۔ خواجہ
سرا کے نوکر نے اسکو
زد وکوب کیا۔ جب اس
مارپیٹ کی اطلاع بوعلی
شاہ کو ہوئی۔ تو آپنے
علاؤالدین خلجی بادشاہِ
دھلی کو ذیل کا خط بھیجا
خط کے پہنچتے ہی علاو
الدین نے خواجہ سرا
کو پانی پت سے تبدیل

کردیا۔ اور آپ سے معافی
کا خواستگار ہوا۔
”ازمیش بُریدہ وارپس
دریدہ۔ جانِ خلق ازو
بجان رسیدہ۔ اگر
بجائے آں دیگرے را
بفرستی۔ بہتر۔ ورنہ
بجائے تو دیگرے رسیدہ“
نشیمن ۔ آرام گاہ
یکدانہ ۔ بے مثل
ماہ کنعاں۔ حضرت
یوسف علیہ السلام۔

بانگ جرس کی داستان

حافظ صاحب کا ارشاد ہے
کس ندانست کہ منزل گہ مقصود کجاست
ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

متلاطم - طوفان خیز

علوِ شان - بڑا مرتبہ

حریمانِ حرم - کعبہ میں رہنے والے۔

ارم - بہشت

طائرانِ قدس - فرشتے

خرابات - شراب خانہ

خوناب - سرخ

ودیعت - امانت - تحویل

مستور - پوشیدہ

خوگر - عادی

تجلّی - روشنی

خرمن - کھلیان

عقدِ ثریّا - چند ستاروں کا مجموعہ۔

حُدی خوانوں - قافلہ کے راہنما۔

بانگِ درا - گھنٹی کی آواز

فی القربیٰ - قُل لآ اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

اے رسول لوگوں کو کہہ دو کہ میں اپنا اجر رسالت یہ چاہتا ہوں کہ تم میرے اقربا سے محبت رکھو

۲۰ تا ۲۵

ہبہ - بخشش

تصرّف - قبضہ

خوشۂ پروین - چند ستاروں کا مجموعہ

اربابِ ناز - ناز کرنے والے اشخاص۔

نیاز - عاجزی - ذلّت
صلوات - درود
صلوٰۃ - نماز
قنبر - حضرت علی کا غلام تھا
حَسبُنا اللہ - اللہ ہمارے لیے کافی ہے
طُمطراق - شان و شوکت
حبل المتین - مضبوط رسّی
سروش - فرشتہ جبرائیل -
نوا ریزی - گانا
عِطر بیز - عطر چھڑکانے والی -
منّت - احساں

گنجِ بادآورد - وہ خزانہ جو دریا پر بہتا ہوا خسرو پرویز کو ملا -
بادِ سموم - زہریلی ہوا
شاہینِ دل - دل کا باز
ضیا افگن - روشنی کرنے والا -
توسن - گھوڑا - ڈاکٹر اقبال کا ارشاد ہے -
"بحرِ ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے"
رشکِ ارم - بہشت سے بہتر -
سنّت اللہ - اللہ کا قانون -
درخورِ ہمت - ہمت کے مطابق

۲۵ تا ۳۱

پیمانہ - پیالہ

رموزِ دہر - زمانہ کے بھید

سالک - فقیر کامل

ناوکان - تیر

دارالبلا - دنیا

غازہ - خوبصورتی بڑھانے کیلئے چہرہ پر ابٹنا لگانا

شناور - تیراک

قلزم زخّار - پانی سے لبالب سمندر

مجروح - زخمی

قعر - سمندر کی تہ

نبّاض - نبض دیکھنے والا

عرق ریزاں - پسینہ میں شور بور۔

عزیمت - کلام

نظّارۂ پیکار - لڑائی کا دیکھنا۔

صعوبات - تکالیف

سقر - دوزخ

قیصر و کسرےٰ - روم اور ایران کے بادشاہ

مغیلاں - کیکر کا درخت

حجاز - وہ زمین جس میں مکّہ۔ مدینہ۔ طائف اور نجد اور غور کا درمیانی علاقہ شامل ہے۔

رمز آموز مصائب - مصیبتوں کے بھید سکھانے والی۔

رفعت - بلندی۔

ساق - پنڈلی

گوشہ نشیں - جو جگہ پسند آئے وہاں بیٹھ جانے والا

عزلت گزیں - گوشہ نشین۔

تدبّر - تدبیر سوچنا۔

نسرِ طائر - چند ستارے جو اڑتی ہوئی گدھ کیطرح دکھائی دیتے ہیں۔

اثاث - سامان - اسباب

نصرت - فتح مندی

ظلمت - اندھیرا

راہ گیر - مسافر

دو سرے - دونو جہاں۔

۳۱ تا ۳۷

جھگڑا - حافظ صاحب کا ارشاد ہے۔

" قدم دریغ مدار از جنازہ حافظ
کہ گرچہ غرق گنہ است میرو بہشت "

ہالہ - چاند کے گرد چکر

صہیل - ہنہنانا

مُضمر - پوشیدہ - شامل

ضوگستری - روشنی

بطنِ گیتی۔ دنیا۔
ہزار۔ بلبل
قند۔ مصری
لعل شکّر بار۔ معشوق کے ہونٹ۔
مردُم۔ آنکھ کی پُتلی
کاوش۔ تکلیف
خلجان۔ گھبراہٹ
منازل۔ جمع منزل کی
بانگِ رحیل۔ کوچ کی آواز
اخلاص۔ خلوص نیت
حق نما۔ خدا کو ظاہر کرنے والے۔
سرشار۔ مست۔
کلید۔ کنجی
مخزن اسرار۔ بھید کا خزانہ
کالعدم۔ نیست۔ گم
بیم و رجا۔ ڈر اور امید دوزخ اور بہشت۔
بُوقلمونیٔ عالم۔ جہاں کی مختلف اشیا۔
مضراب۔ ساز بجانے کا انگشتانہ۔
کثرت۔ انبوہ۔ وحدت کی ضد۔
خرخشے۔ جھگڑے
پردۂ حائل۔ خدا اور انسان کے درمیاں جو پردہ ہے
کیف۔ نشہ
صہبا۔ شراب

۳۷ تا ۴۲

ضبط فغاں - نالہ نہ کرنا
غمّاز - چغل خور
یا ھُوَ - اے وہ - خدا
جامِ آتشیں - شراب
نرگسِ شہلا - سیاہ آنکھ والی نرگس
افسوں - جادو
سراب - وہ ریت جو دور سے پانی دکھائی دے
ایاز - سلطان محمود غزنوی کا غلام اور معشوق -
دلدادگی - عشق
رعنایاں - بانکپن

متاع - سامان
مقال - گفتگو -
توبہ شکن - پھر شراب خواری شروع کردے -
شغلِ نا ونوش - گانا بجانا اور کھانا پینا -
گِل - کیچڑ - مٹی
امتزاج - ملانا
بے نیاز - اثر پذیر نہیں ہوتی -
بُرِش - کاٹ
بحرِ بیکراں - بے کنارہ سمندر -
حبیب ابن مظاہر - یہ صحابی

۴۲ تا ۴۶

میدانِ کربلا میں امام حسین کی حمایت میں لڑکر شہید ہوا تھا۔

استمرار۔ ہمیشگی

گلزارِ استقبال۔ آئندہ کی زندگی۔

حاضر۔ موجودہ

رفتہ۔ گذشتہ

حُر۔ یہ شخص لشکر یزید کو چھوڑ کر اور امام حسین کی حمایت میں لڑکر کربلا میں شہید ہوا تھا۔

غزنوی انعام۔ نولاکھ روپیہ۔

مسحور۔ سحر شدہ۔ جادو سے موثر

مستِ نوا۔ گارہی ہے

ترانے۔ گیت

ہنگامۂ محشر۔ قیامت کا شور۔

میانِ شاخسار۔ شاخوں کے درمیان

مشامِ جاں۔ جان کا دماغ۔

طبلہ۔ ڈبۂ عطر کی

گریۂ فرطِ طرب۔ زیادہ خوشی کی وجہ

بے رو پڑنا۔	نمو - بڑھنا
ثابت - نہ چلنے والے	ناصبور - بے صبر
ستارے۔	سلمان - ایک صحابی
سیّار - چلنے والے	کا نام ہے
ستارے۔	تر دامن - گنہ گار
سَیل - پانی کا طوفان	بازگشت - پھر طلوع کرنا

۴۶ تا ۴۸

سر گراں - بیہوش	باپ۔
مذلّت - خواری۔	تعیُّش - عیش و
ذلّت۔	عشرت۔
تخریب - خراب کرنا	دریوزہ گری - بھیک
برباد کرنا۔	مانگنا۔
سرخوش جام غنا	فطرت - سرشت
بہت امیر۔	نیچر۔
آبا - جمع اب	استادگی - کھڑا

اقبال۔
اُفتادگی۔ پڑا رہنا۔
زوال۔
استعانت۔ کسی سے
مدد مانگنا۔
مفقود۔ گُم
دہریت۔ خدا کو نہ ماننا۔

قیس۔ مجنوں۔
اضطرار۔ گھبراہٹ
بیقراری۔
مُنکر۔ غیر شرع
کام۔
عِرفان۔ خدا
کو پہچاننا۔

۴۸ تا ۵۵

رُوبہ۔ لومڑی۔ مختصر
قصہ یہ ہے۔ کہ ایک بیابان
ویا لومڑی درخت کی کھوکھ
میں رہتی تھی۔ ہر روز ایک
باز شکار لاکر اس درخت
پر بیٹھکر کھایا کرتا۔ اور پس
ماندہ شکار پھینک دیتا جس

کو لومڑی کھالیتی۔
بُوالہوس۔ کیمیاگر
گنجِ شائگاں۔
نادر خزانہ۔
حریر و پرنیاں۔ ریشم
شعار۔ طریقہ
راس۔ موافق

گلوئے زار - کمزور گلا	حُرمت - عزت
اختر - ستارہ	سپند - ہرمل
پیکار - لڑائی	دامن فشاں - فخر سے چلنا -
نجف - حضرت علی کا روضہ مبارک -	خازنِ مال - خزانچی
زنجیر تعلق - تعلقہ داری -	سنت - رسول پاک کے اقوال - اور افعال -
گریۂ شبنم - غریبوں کی آہ و زاری -	پرگالہ - چنگاری
بلبل - غریبوں پر رحم کرنے والے -	گلو افشار - گلا کو گھونٹنے والا -
کلی - بے رحم لوگ	گنج رواں - قارون کا خزانہ -

۵۵ تا ۶۲

بحُور - جمع بحر کی سمندر -	پروانۂ طائف - طواف کرنے والا پروانہ

بے زنہار۔ جس کے
مخالف جائے پناہ نہ ملسکے
مستتر۔ پوشیدہ
حبش۔ رسولِ پاک
کا موذّن۔ مسمّی بلال
افریقہ کا باشندہ تھا
غصب۔ جبراً چھین
لینا۔
یتامیٰ۔ جمع یتیم کی
خجل۔ شرمندہ۔
مُظہِر۔ ظاہر کرنے
والی۔
گرفتارگان شک
رکھنے والے۔
اشتباہ۔ شبہ
ارتداد۔ مرتد ہوجانا

مذہب چھوڑ دینا۔
تر دامنی۔ گنہ گاری
فواحش۔ بدکاریاں
فسق۔ بدکاری
کفرانِ نعمت۔ نعمت
کو بھلا دینا۔
افراد۔ اشخاص
عضوِ حکومت۔ حاکم
مُضمحل۔ کمزور
امتیاز۔ مسلم اور غیر
مسلم میں فرق۔
مجاز۔ غیر حقیقی۔
اضداد۔ جمع ضد
کی مخالف چیزیں۔
دامن افشاں۔
بے تعلق۔

۶۲ تا ۶۶

الوانِ گل۔ پھول کی
کئی قسمیں۔
مآلِ کار۔ نتیجہ
سبحہ۔ تسبیح
زنّار۔ جنیو۔ جنجو
تارکِ کتمِ عدم۔ پیدا
ہوئے۔
اختیارِ ملّت وآئین۔
مذہب اور رسومات میں
اختلاف

آفتاب مغربی۔
تلوار۔
باغ۔ دنیا۔
بلبل۔ مصنف
شاعر۔
گل۔ تصنیف۔ نظم
عنادل۔ جمع عندلیب
کی۔ بلبل۔

(گوشہ نشین)
سنہ ۱۹۳۵ء

طرز ابو الفضل

مطبع حیدرآباد

فارسی اشعار کا با محاورہ ترجمہ

مقصدِ تخلیقِ عالم۔ غایتِ ارض وسما
اے ظہور و مظہرِ شانِ جلالِ کبریا

اے رسولِ کریم آپ کی ذات بابرکات سے خداوند عالم کی شانِ جلالی کا ظہور ہو رہا ہے۔ اور موجوداتِ ارض وسماوی صرف آنحضور کے وجود باجود کی صدقے پیدا کیے گئے ہیں۔

شد منور از جمالت آسمان بام وجود
اے زحسنِ عالم افروزِ تو دنیا بے خبر

آسمان اور آسمان کی تمام موجودات آنحضور کے مہر حسن سے روشن ہو رہی ہیں لیکن اہل دنیا آپ کے عالم افروز حسن کو کما حقہٗ نہیں سمجھ سکتے

صورتِ رازِ حقیقت۔ باعثِ کون و مکاں
روحِ موجود روانِ عالم و جانِ جہاں

آنحضور حقیقت کے بھید کی تصویر ہیں۔ اور دونو جہانوں کے خلق ہونے کا باعث ہیں۔ آپ موجودات کے جسم میں روح کی طرح اور دنیا کے بدن میں جان کی طرح مکرم ہیں۔

بوسہ ہائے پیہم کردہ بہاں بر پائے تو
باعثِ بیداری است از خوابِ جنت زائے تو

جب آنحضور خواب استراحت فرمارہے ہوں تو آنحضور کو جگانے کیلئے فرشتے آپ کے مبارک پاؤں پر متواتر بوسے دیتے ہیں۔

فخرِ خیر المرسلین و نازشِ روح الامیں
صاحبِ فردوسِ اعظم۔ خواجۂ خلد بریں

اے علی ابن ابی طالب۔ آپ رسول اللہ اور حضرت جبرئیل کا فخر ہیں اور بہشت کے مالک ہیں۔

جلوہ ہائے طورِ دل را موسیٰ باشی اگر
از عروجِ تو بماند کوہِ سینا بیخبر

اے انسان - اگر تو دل کی حقیقی روشنی کی جستجو میں مصروف ہو جائے - تو بہت جلد تیرا مرتبہ بڑھ جائے گا۔

صاحبِ اعجاز ہستی - موسیٔ حسنِ جمیل
چاک کن مانندِ شانہ سینۂ دریائے نیل

حضرت موسیٰ صاحبِ اعجاز تھے - اور بہت خوبصورت تھے - اور آپ نے بحکمِ خدا دریائے نیل میں خشک راہیں بنا دیں - اے انسان تو بھی ہمت سے کام لے تو مشکلات پر غالب آ سکتا ہے

اشرفِ مخلوق ہستی - محرمِ رازِ نہاں
در حضورِ تو شدہ خم گردنِ کروبیاں

اے حضرت آدم آپ تمام مخلوقات سے بزرگ ہیں اور اسرارِ الٰہی کو جانتے ہیں - آپ کی حضور میں

فرشتوں نے سجدۂ تعظیمی بجا لایا۔

چشمِ آتشبارِ عارف را چو کردی اشکبار
باش۔ تا نخلِ تنت گردد سراپائے چنار

اے نادان چونکہ تُو نے خدا رسیدہ فقیر کو ناراض کیا ہے۔ اب اس دن کا انتظار کر جب کہ زمانہ کے حوادثات تجھکو نہایت بیقرار کردیں

طائرانِ قدس را چوں گلشنِ خلدِ بریں
گوشۂ تاریکِ خلوت خانۂ گوشہ نشیں

جو شخص صحیح معنوں میں گوشہ نشین ہو۔ اُس کے گوشہ تنہائی میں فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے

ہمچناں در عرصۂ ہنگامہ و پیکار زی
گاہ باشی نادرے۔ گہے گیتی اسکندری

اے شخص۔ دنیا میں جو میدانِ جنگ کی مانند ہے فاتحانہ زندگی بسر کر

خیز طوفانِ حوادث۔ ہر دم بیداری برد
طفلِ دل از اشتیاقِ مہد گشتہ بیقرار

اے دنیاوی آکالیت کے سیلاب۔ جتنا زور

دکھا سکتا ہے۔ دکھائے میرے طفلِ دل کیلئے تیرا اُتار او۔ چڑھاؤ ایک گہوارہ ہے۔

زخمہائے ناوکانِ پیہم دار البلا
چہرۂ زیبائے دل را غازۂ گلشن نما

دنیا کے متواتر حوادثات کے زخموں سے میرے دل کے چہرہ کی خوبصورتی زیادہ ہوگئی۔ گویا زخموں کے خون نے غازہ کا کام دیا ہے

ازازل دادند ما را ہمت و شرب مدام
کاوشِ انجام و خلجانِ قیامت شد تمام

ہم کو روزِ ازل سے ہی عشقِ حقیقی عطا کیا گیا تھا۔ پس اسے خطرۂ قیامت ہم تجھ سے آزاد ہیں۔

ماجرائے عشق بیرون است از چون و چرا
از ازل در دامنِ دل اوفتد ایں خطا

عشق کے معاملہ کیوں اور کسطرح کو دخل حاصل

نہیں ہے۔ یہ سعادت فیض
آسمانی پر موقوف ہے:-

آشنائے را بود چوں آشنائے راز دار | جو شخص اسرار الہی اور فیض
مُہرِ لب ہر آں میگردد متین و استوار | ازلی سے مستفیض

ہوتا رہتا ہے۔ وہ خاموش
ہو جاتا ہے۔

چوں خرامی بر زمیں گم گشتۂ یادِ خدا
میشوی در ساعتے زیبندۂ ارض و سما

اے انساں۔ اگر تو دنیا
کی جد و جہد میں سرگرم
رہ کر یادِ خدا کا بھی پابند
رہے گا۔ تو زمین اور آسمان
کو تجھ سے وجود سے زینت
ہو گی۔

غنچۂ دل را اگر گہے حلقۂ دارد دگر | انسانی دل یہ جوں ہی
چوں شگفتہ تر شود۔ گردد بے بکر مبتلا | جوں انوار الہی کا

نزول ہوتا ہے
یہ زیادہ چست ہو جاتا ہے

بیخودی گر ظاہر و بے باک جام آتشیں بیشو د برگِ دلِ تو غیرتِ خلدِ بریں	اگر تو عشق حقیقی کو اختیار کرنے میں بے باک رہے گا - تو تیرا مرتبہ بہت بلند ہو جائیگا
در گلِ تو امتزاجِ جوہرِ آبِ حیات ہستیٔ تو بے نیاز از برّشِ تیغِ وفات	اے انساں - تیری مٹی کے خمیر میں آبِ حیات کا جوہر ملا دیا گیا ہے - پس اگر تو اپنا آپ سمجھ لے - تو موت تیرے لئے بے حقیقت چیز ہے
پاک دار آئینۂ دل را ز گردِ امتیاز اے گرفتارِ فسونِ طرحدارانِ مجاز	اے شخص - تو خود غرض اہل دنیا کے دامِ فریب میں پھنسا ہوا ہے - ورنہ تو فرقہ بندیوں کی گرد سے دل کے شیشہ کو صاف رکھے
[سید برکت علی گوشہ نشین وزیرآباد پنجاب - ۱۹۲۵ء]	

سائز ۲۰×۲۶/۸
صفحات ۲۴۰

کلید عملیات

سائز ۲۰×۲۶/۸
قیمت عہ/ ۲ر

یہ کتاب اپنی شان اور ترتیب میں بلا مبالغہ لاثانی ہے۔ اس کے تمام عملیات مستند او معتبر ہیں۔ اس کا کوئی عمل ایسا نہیں ہے۔ جس کا ماخذ قرآن پاک نہ ہو۔ میرا دعویٰ ہے۔ کہ یہ کتاب عملیات کے منکرین سے بھی اپنی قوت اثر کا لوہا منوائیگی۔ چند عنوان اور تقاریظ ملاحظہ ہوں

عنوان	تعداد عملیات	عنوان	تعداد عملیات
ادائے قرض	۳۱	ایام ہفتہ کے اعمال	۳۴
کشائش رزق	۵۷	مخصوص مہینوں کے اعمال	۲۵
حصولِ حاجات	۵۶		
حُبّ	۳۴	دیدارِ رسول	۱۱
عدُوّ	۵۴	ترک فواحشات	۱۲
تزکیہ نفس	۴۶	اسمائے اعظم	۱۳
نمازہائے ثواب	۳۴	طلب فرزند	۴۷

عنوان	تعداد عملیات	عنوان	تعداد عملیات
دفعیہ بخار	۵۲	ادعیہ نادرہ	۲۵
ازالۂ درد	۹۵	استخارہ	۱۱
حفظ بلیات	۸۶	جات	
ختم سورہائے قرآنی	۳۶	متفرقات	۳۱۱

مولوی سیّد برکت علی گوشہ نشین ڈیرہ آباد

(پنجاب)

تقریظ (۱) کلید عملیات نہایت مستند اور معتبر عملیات کا مجموعہ ہے۔ قبلہ حضرت مولانا سیّد برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین مبارک باد کے حق دار ہیں۔ جنہوں نے یہ نادر اور نایاب مجموعہ تالیف کرکے عامۃ الناس کو مرہون منّت فرمایا ہے۔ اس کتاب کا ہر صفحہ پُر دُرِ صدف ہے:۔ مصرع گوہر شناس ہے تو اسی موتیوں تول

(مولینا) محمد احسان اللہ بی۔اے منشی فاضل

تقریظ (۲)

جناب تقدس مآب

مولانا مولوی سید برکت علی شاہ صاحب گوشہ نشین مدظلہ نے کلید عملیات تالیف کرکے تشنگان قرب الہیٰ۔ اور حاجتمندان بارگاہ ایزدی کو دوسری تمام کتب عملیات سے ہمیشہ کیلئے مستغنی کر دیا ہے۔ یہ کتاب فی الواقع اسرار مکنونہ اور رموز مکتومہ کا بے پایاں سمندر ہے۔

(مولانا) سید امداد حسین بی۔اے
(کینڈیڈیٹ) منشی فاضل

اطلاع

دوسری نظم "عرفان" زیر تصنیف ہے

(گوشہ نشین)